قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 02 جنوری 2021ء | 17 جمادی الاولیٰ 1442ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:2

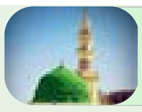

فرمانِ رسول ﷺ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ جو ہماری مسجد میں اس نیت سے داخل ہو گا کہ بھلائی کی بات سیکھے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہو گا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۳۲۲ مسند ابی ھریرۃ، حدیث ۸۵۸۷ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

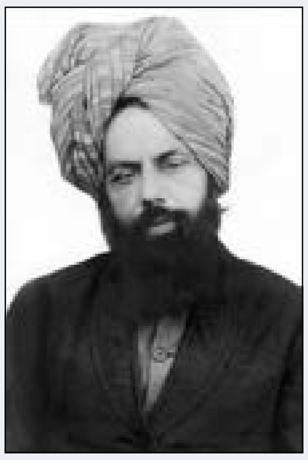

ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہیئے پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔لیکن شرط یہ ہے کہ قیامِ مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔محض للہ اسے کیا جاوے۔نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا۔(……)

غرضکہ جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہیئے جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے۔اور جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ سب مل کر اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا کریں جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے۔پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 119۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

حضورِ قلب نہیں ہوتا ہے جب تک عاجزی نہ ہو

’’پانچ وقت اپنی نمازوں میں دعا کرو۔ اپنی زبان میں بھی دعا کرنی منع نہیں ہے۔ نماز کا مزا نہیں آتا ہے جب تک حضور نہ ہو اور حضورِ قلب نہیں ہوتا ہے جب تک عاجزی نہ ہو۔ عاجزی جب پیدا ہوتی ہے جو یہ سمجھ آجائے کہ کیا پڑھتا ہے۔ اس لئے اپنی زبان میں اپنے مطالب پیش کرنے کے لئے جوش اور اضطراب پیدا ہوسکتا ہے مگر اس سے یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہیئے کہ نماز کو اپنی زبان ہی میں پڑھو۔نہیں میرا یہ مطلب ہے کہ مسنون اَدعیہ اور اَذکار کے بعد اپنی زبان میں بھی دعا کیا کرو۔ ورنہ نماز کے ان الفاظ میں خدا نے ایک برکت رکھی ہوئی ہے۔ نماز دعا ہی کا نام ہے۔ اس لئے اس میں دعا کرو کہ وہ تم کو دنیا اور آخرت کی آفتوں سے بچاوے اور خاتمہ بالخیر ہو۔ اور تمام کام تمہارے اس کی مرضی کے موافق ہوں۔ اپنی بیوی بچوں کے لئے بھی دعا کرو۔ نیک انسان بنو اور ہر قسم کی بدی سے بچتے رہو۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 146۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

نماز میں نور اور لذت پانے کا طریق

’’نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے۔ تا کہ اوّلاً وہ ایک عادت راسخہ کی طرح قائم ہو اور رجوع الی اللہ کا خیال ہو۔ پھر رفتہ رفتہ وہ وقت آجاتا ہے کہ انقطاعِ کلّی کی حالت میں انسان ایک نُور اور ایک لذّت کا وارث ہو جاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 11۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

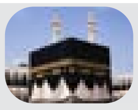

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا

(الجن: 19)

ترجمہ: اور یقیناً مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

فرمانِ خلیفہ وقت

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس اللہ تعالیٰ کی خاطر مسجد میں آنے والوں کے لئے جنت میں مہمان نوازی کے سامان تیار ہو رہے ہیں۔ روزانہ پانچ مرتبہ یہ مہمان نوازی کے سامان تیار ہو رہے ہیں۔ اور پھر جو چالیس، پچاس، ساٹھ سال زندہ رہتا ہے یا اس سے بھی زیادہ لمبی عمر زندہ رہتا ہے اور نمازیں ادا کرتا ہے تو اُس مہمان کے لئے اللہ تعالیٰ نے کس قدر سامان تیار کئے ہوں گے، یہ تو ایک انسان کے تصور سے بھی باہر ہے۔ دنیا میں ہمارا کوئی پیارا مہمان آئے تو ہم مہمان کے آنے کا پتہ چلتے ہی انتظامات شروع کر دیتے ہیں اور اس مہمان سے جتنا جتنا پیار اور تعلق ہو اُس کے مطابق اپنی مہمان نوازی کی انتہا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارے پاس تو وسائل بھی محدود ہوتے ہیں لیکن خدا جس کے وسائل کی بھی کوئی حد نہیں، جس کی رحمت کی بھی کوئی حد نہیں، جس کی مہمان نوازی کی بھی کوئی حد نہیں ہے وہ کس طرح اپنے عابد بندے کے لئے مہمان نوازی کے سامان کرتا ہوگا۔ یہ چیز انسانی سوچ سے بھی بالا ہے۔ پس ہمیں ایسی مہمان نوازی کے مواقع تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ مجھے امید ہے کہ یہاں رہنے والا ہر احمدی اس مسجد کا انشاء اللہ اس سوچ کے ساتھ حق ادا کرنے والا ہو گا کہ حق کی یہ ادائیگی جہاں اللہ تعالیٰ سے اس کے تعلق کو مضبوط کرنے والی اور اُس کا پیارا بنانے والی ہو وہاں اپنوں اور غیروں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دلانے والی ہو۔ گویا ایک مومن اگلے جہان کی جنت کے لئے اور اُس کی مہمان نوازی کے حصول کے لئے اس دنیا کو بھی جنت بنانے کی کوشش کرتا ہے یا کر رہا ہوتا ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا، اس کے لئے ظاہری شکر گزاری بھی ہونی چاہئے۔ یہ ظاہری شکر گزاری اُس حسین معاشرے کے قیام کے لئے بھی ایک کوشش ہے جو اس دنیا کو بھی جنت نظیر بنانے والا ہو۔

(خطبہ جمعہ 30 ستمبر 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- ثنائے جہاں آفریں ہے محال (منظوم)
- ’’لباس التقویٰ‘‘
- مالی مشکلات سے نجات کا ایک حیرت انگیز اور آزمودہ وظیفہ
- یادِ رفتگاں

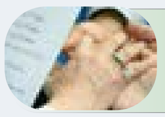

دربارِ خلافت

سب سے ضروری چیز نماز باجماعت کی ادائیگی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنی عبادت کی طرف توجہ دلا کر شیطان کے پنجے سے بچنے اور رہائی دلانے کے سامان مہیا فرما دیئے اور قرآن کریم میں ہمیں مختلف طریقوں سے اس طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو! تم عبادت کرو اپنے رب کی، جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان کو بھی جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ یعنی تمہیں پیدا کرنے والی وہ ہستی ہے جو تمہارا رب ہے۔ تمہیں پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا بلکہ تمہاری پیدائش کے ساتھ تمہاری پرورش کے بھی سامان پیدا فرمائے۔ تمہاری خوراک کے لئے تمہارے دودھ کا انتظام کیا۔ موسم کی سختیوں سے بچانے کے لئے تمہارے لئے لباس کا انتظام کیا۔ تمہاری نگہداشت کے لئے تمہاری ماں کے دل میں تمہارے لئے وہ محبت پیدا کی جس کی مثال نہیں۔ وہ کسی اجر کے بغیر تمہاری اس وقت خدمت کرتی ہے جب تم کسی قابل نہیں تھے۔ تو یہ سب انتظامات اس خدا کی مرضی سے ہی ہو رہے ہیں جو تمہارا رب ہے۔ اور جب تم ایسے حالات میں پہنچ گئے تمہارے اعضاء مضبوط ہو گئے تو اب بھی وہی ہے جو تمہاری ضروریات پوری کر رہا ہے تو یہ تمہارا پیدا کرنے والا، تمہارا پالنے والا، تمہارا مالک اس بات کا حق دار ہے کہ تم اس کی عبادت کرو، شکر گزار بندے بنو۔ اس نے جو نعمتیں تم پر اتاری ہیں ان کو یاد کر کے اس کے آگے جھکو اور یہی ایک انسان کی بندگی کی معراج ہے۔

پس یاد رکھو کہ تمام مخلوق اس کی پیدا کردہ ہے۔ تمام انسان اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں اس لئے ہر انسان جو ناشکرا کہلانا پسند نہیں کرتا، جو شیطان کا چیلا کہلانا پسند نہیں کرتا، اس کا کام ہے کہ تقویٰ سے کام لے۔ اس کی خشیت، اس کی محبت، اس کے پیار کو دل میں جگہ دے اور اس کی عبادت کرے۔ اس کے بتائے ہوئے حکموں پر عمل کرے۔ تو تبھی ایک خدا کا بندہ کہلانے والا، اپنی پیدائش کے مقصد کو حاصل کرنے والا کہلا سکتا ہے۔ پس ایک احمدی جس کا یہ دعویٰ ہے کہ مَیں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو سچا ثابت ہوتے دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی خبروں کو پورا ہوتے دیکھ کر مسیح موعود کو مانا ہے۔ اُس احمدی کا دوسروں کی نسبت زیادہ فرض بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کی بھی قدر کرتے ہوئے، اپنے رب کے آگے دوسروں سے زیادہ جھکے اور اپنی عبادتوں کے معیار اونچے سے اونچا کرتا چلا جائے۔ اگر کاموں کی زیادتی یا دوسری مصروفیات نے اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بندہ بننے میں روک ڈال دی تو پھر احمدی کا یہ دعویٰ غلط ثابت ہو گا کہ اس نے اللہ کو، اللہ کے وعدوں کو پورا ہونے سے پہچانا۔ سچی پہچان کو تو اس کے اندر ایک انقلاب پیدا کر دینا چاہئے تھا۔ اس کو نمازوں میں یہ دعا مانگنی چاہئے تھی جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے معاذ! اللہ کی قسم یقیناً میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا، اے معاذ! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ تو ہر نماز کے بعد یہ دعا کرنا نہ بھولنا کہ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔ اے اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا کر کہ مَیں تیرا ذکر، تیرا شکر اور اچھے انداز میں تیری عبادت کرسکوں۔ آپؐ نے یہ فرمایا کہ جو مجھے محبت تم سے ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ مَیں تجھے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار اور عبادت گزار بندہ دیکھوں۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی الاستغفار)

پس ہر احمدی کو بھی جس کو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ ہے اس کو بھی یہ ذکر، شکر اور عبادتوں کے طریق اپنانے ہوں گے۔ اور عبادتوں کے معیار حاصل کرنے کے لئے نمازوں کی طرف توجہ دینی بقیہ صفحہ 6 پر

آج کی دعا

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

(صحیح مسلم کِتَابُ الذِّکْرِ حدیث نمبر 6878)

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے مکمل ترین کلمات کی پناہ طلب کرتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔

یہ پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے اور مکان میں رہائش کے وقت برکت کے حصول کی افضل دعا ہے۔

حضرت خولہ بنت حکیم سلمیہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص کسی مکان میں رہائش اختیار کرتے یا کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے وقت یہ (مندرجہ بالا) دعا مانگے تو اس شخص کو یہاں کی رہائش ترک کرنے یا اس جگہ سے کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

(صحیح مسلم کِتَابُ الذِّکْرِ حدیث نمبر ۶۸۷۸)

(مرسلہ: مریم رحمٰن)

ثنائے جہاں آفریں ہے محال

ثنائے جہاں آفریں ہے محال
زباں اس میں جنبش کرے کیا مجال
کمالات اس کے ہیں سب پر عیاں
کرے کوئی حمد اس کی سو کیا بیاں
کہوں کیا میں اس کی صفات کمال
کہ ہے عقل کل یاں پریشاں خیال
خرد کنہ میں اس کی حیران ہے
گماں یاں پریشاں پشیمان ہے
زمین و فلک سب ہیں اس کے حضور
مہ و خور ہیں اس سے ہی لبریز نور
یہ صنعت گری اس ہی صانع سے آئے
کفِ خاک کو آدمی کر دکھائے
نہ آوے کسی کے جو ادراک میں
سو رکھ جائے وہ اس کفِ خاک میں
بری ہے گا تمثیل و تشبیہ سے
منزہ ہے وہ بلکہ تنزیہہ سے
وہی حاصل مزرع آسماں
کیے اس نے دانے میں خرمن نہاں
سفید و سیہ کو نہیں اس کی بار
ورے ہے زمانے کی لیل و نہار

میر تقی میر

اداریہ

”لباس التقویٰ“

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف آیت 27 میں مومنوں کو ”لباس التقویٰ“ یعنی تقویٰ کا لباس پہننے کی تلقین فرمائی ہے۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے مادی اور روحانی نظام کو ساتھ ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کی اولاد! ہم نے یقیناً تمہارے لئے لباس اُتارا ہے تا تم اپنے جسم کے عیوب چھپاؤ یعنی ننگ چھپاؤ اور تمہاری زینت کا باعث ہو۔ ساتھ ہی فرمایا کہ ”لباس التقویٰ“ اختیار کرو جو تمہارے لئے بہتر ہے۔ یعنی اپنی بُرائیوں اور گناہوں کو چھپانے کے لئے تقویٰ کا لباس اختیار کرو اور یہ تمہارے لئے روحانی طور پر بہتر بھی ہے اور زینت کا باعث بھی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے ترجمہ کرتے وقت فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے۔

لباس التقویٰ۔ اَلتَّعْظِیْمُ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَالشَّفْقَةُ عَلٰی خَلْقِ اللّٰہِ

(ترجمہ قرآن از درس القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الاول زیر آیت 27 سورۃ الاعراف صفحہ 319)

یعنی لباس التقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا اور اس کی مخلوق سے شفقت سے پیش آنا۔

مخلوق سے شفقت کے حوالہ سے میرا ایک آرٹیکل حال ہی میں اخبار میں بطور اداریہ زینت بنا ہے۔ جہاں تک اوامر و نواہی کو قدر کی نگاہ سے دیکھنے کا تعلق ہے۔ اس کا ذکر اور اس کی اہمیت و برکات قرآن کریم، احادیث، ارشادات حضرت مسیح موعودؑ و خلفاء عظام میں کثرت سے بیان ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

خُذُوْا مَاۤ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْکُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ

(البقرہ: 64)

اسے مضبوطی سے پکڑلو جو ہم نے تمہیں دیا ہے اور اسے یاد رکھو جو اس میں ہے تا کہ تم (ہلاکت سے) بچ سکو۔

اس آیت میں احکام الٰہی پر عمل کرنے کا نتیجہ یہ قرار دیا ہے کہ تا تم تقویٰ اختیار کرو۔ یہی وہ ”لباس تقویٰ“ ہے جس کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سورۃ الاعراف کی آیت 27 میں بیان فرما رہے ہیں۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا:

”میں تم میں دو چیزیں ایسی چھوڑے جاتا ہوں کہ جب تک تم ان پر عمل پیرا ہو گے کبھی ناکام و نامراد نہ رہو گے اور وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنت ہے۔“

(مؤطا امام مالک، کتاب القدر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔“ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

پھر فرمایا:

”قرآن شریف میں اول سے آخر تک اوامر اور نواہی اور احکام الٰہی کی تفصیل موجود ہے اور کئی سو شاخیں مختلف قسم کے احکام کی بیان کی ہیں۔“ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 655)

ہمارے پیارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے احکام الٰہی پر عمل پیرا ہونے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”جس کام کو کرنے یا نہ کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے... اور جن اوامر و نواہی کے بارہ میں آنحضرت ﷺ ہمیں کو بتا چکے ہیں... احمدیت کی ترقی اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔“

(خطبہ جمعہ 30 جنوری 2004ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یاد رکھو کہ قرآن کریم میں پانسو کے قریب حکم ہیں اور اس نے تمہارے ہر یک عضو اور ہر یک قوت اور ہر یک وضع اور ہر یک حالت اور ہر ایک عمر اور ہر یک مرتبہ فہم اور مرتبہ فطرت اور مرتبہ سلوک اور مرتبہ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے سو تم اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مواخذہ کے لائق ہو گا۔

اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جؤا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہو گا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائے گا۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 548)

خاکسار جب 700 احکام خداوندی مرتب کر رہا تھا۔ میری ملاقات مکرم مولانا نسیم احمد باجوہ مبلغ لندن سے ہوگئی۔ انہوں نے تحریراً مجھے لکھ کر دیا۔

”خاکسار نے خود حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ) کا ارشاد سنا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ قرآن شریف میں احکامات کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہیں 700 اور کہیں 500 کی تعداد لکھی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض دفعہ ایک حکم کے اندر کئی حکم ہوتے ہیں۔ اسے ایک پہلو سے دیکھیں تو ایک حکم ہوتا ہے اور دوسرے پہلو سے دیکھیں تو ایک سے زیادہ احکام ہوتے ہیں۔“

صحابہ رسولؐ اس حد تک احکام قرآن پر عمل پیرا ہونے کے شائق تھے کہ لکھا ہے۔

ایک مہاجر صحابیؓ نے قرآنی احکام کی فہرست تیار کر رکھی تھی اور اُن کی کوشش رہتی کہ کوئی ایسا حکم قرآن کا نہ رہ جائے جس پر وہ عمل پیرا نہ ہوں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ قرآنی حکم ”اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ آیا کرو“ پر تعمیل کی غرض سے میں ساری عمر کوشاں رہا۔ مدینہ کے ہر گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ کوئی کہہ دے کہ میں اس وقت ملاقات نہیں کرنا چاہتا تم واپس لوٹ جاؤ تو میں واپس لوٹ آؤں۔ مگر مجھے ایسی آواز سنائی نہ دی۔ اور یہ حکم بغیر عمل کے رہ گیا۔

(جامع البیان فی تفسیر القرآن از ابو جعفر محمد بن جریر الطبری جلد 17، زیر آیت سورۃ النور 29)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کلام اللہ میں سب کچھ بھرا ہے
یہ سب بیماریوں کی اِک دوا ہے
جو ہے اس سے الگ، حق سے الگ ہے
جو ہے اس سے جدا، حق سے جدا ہے

مرسلہ: سدرۃ المنتہیٰ۔ کینیڈا

مالی مشکلات سے نجات کا ایک حیرت انگیز اور آزمودہ وظیفہ

از حضرت مسیح موعودؑ

کوویڈ- 19 یا کرونا وائرس کے نتیجہ میں دنیا بھر کے اقتصادی حالات پستی کا شکار ہیں۔ امیر غریب سب ہی پریشان ہیں کہ آنے والے دنوں میں یہ حالات کیا موڑ لینگے؟ اور کب تک ہم کاروبار اور نوکریوں کے بغیر اپنی جمع پونجی پر گزارا کرسکیں گے؟ ایسے حالات میں تمام صاحب استطاعت لوگ ایسے لوگوں کی مالی مدد کرنے کی بھی کوشش کر رہے ہیں۔ خدمت انسانی کی بات ہو تو جماعتِ احمدیہ اسلامیہ کو ایک خاص اعزاز حاصل ہے کہ جماعت خلیفہ وقت کی پکار پر اور قرآنی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے مالی قربانی میں پیش پیش رہتی ہے۔ اور باقی دنیا کی طرح یہ قربانی دکھاوے کے لئے نہیں ہوتی، بلکہ محض خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ وَ اسۡمَعُوۡا وَ اَطِیۡعُوۡا وَ اَنۡفِقُوۡا خَیۡرًا لِّاَنۡفُسِکُمۡ ؕ وَ مَنۡ یُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ۔ اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا یُّضٰعِفۡہُ لَکُمۡ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ شَکُوۡرٌ حَلِیۡمٌ

(التغابن: 18۔ 17)

پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس حد تک تمہیں توفیق ہے اور سنو اور اطاعت کرو اور خرچ کروی (یہ) تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ اور جو نفس کی کنجوسی سے بچائے جائیں تو یہی ہیں وہ لوگ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔ اگر تم اللہ کو قرضۂ حسنہ دوگے (تو) وہ اسے تمہارے لئے بڑھا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت قدر شناس (اور) بردبار ہے۔

لیکن آجکل کے مشکل حالات میں جہاں اپنے گھر میں ہی بہت میانہ روی سے رہنا پڑ رہا ہے۔ اور ایسے حالات مالی قربانی میں کچھ حد تک روک بھی بن رہے ہیں۔ کچھ روز پہلے خاکسار اسی روک اور ان مشکلات کے متعلق سوچ رہی تھی کہ اس ضمن میں ذہن میں ایک وظیفہ آیا۔ جو کہ کچھ سال پہلے خاکسار کی نظروں سے کتاب حیاتِ قدسی از حضرت غلام رسول راجیکی صاحب رضی اللہ عنہ میں گزرا تھا۔

خاکسار قارئین کے استفادہ کے لئے حیاتِ قدسی سے مالی مشکل سے نجات کا وظیفہ بیان فرمودہ حضرت مسیح مہدی موعودؑ اور اس سے متعلق مکمل واقعہ نقل کر رہی ہے۔ اور ساتھ ہی اپنا ذاتی تجربہ بھی بیان کر رہی ہے، کہ کس طرح اس وظیفہ سے خاکسار نے فائدہ اٹھایا اور اٹھا رہی ہے۔

مالی مشکل سے نجات کا ذاتی تجربہ

2016 کے اوائل کا ذکر ہے کہ خاکسار کو ماہ رمضان میں کتاب حیاتِ قدسی کو پہلی مرتبہ پڑھنے کا موقعہ ملا۔ اور جہاں اس کتاب میں بیش بہا قبولیت دعا کے واقعات اور دیگر دعائیں اور وظائف سیکھنے کو ملے۔ وہیں مالی مشکل سے متعلق مندرجہ ذیل واقعہ پڑھنے کو ملا۔ ان دنوں میں خاکسار کو اپنے چندہ جات کی ادائیگی کرنی تھی۔ طالب علمی کا زمانہ تھا اور میرے وعدہ جات میرے جیب خرچ سے کم تھے۔ اسی فکر میں دل تھا کہ یہ وظیفہ آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ اور میں نے یہ وظیفہ باقاعدگی سے پڑھنا شروع کر دیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور مسیح دوراںؑ کے اس وظیفہ کی برکت سے میری ضرورت حیرت انگیز طور سے پوری کر دی۔ ایک دن خاکسار خلیفہ وقت کے حضور سے موصول ہونے والے پرانے خطوط والی فائل کو پڑھ رہی تھی؛ کہ اسی فائل سے میرے چندے کے برابر رقم نکل آئی۔ جو کہ میرے لئے حیرت کا باعث تھا؛ کیونکہ مجھے اس رقم کو رکھنا یاد نہیں تھا۔ اور نہ ہی وہ فائل میرے علاوہ کوئی پڑھتا تھا۔ پس اسطرح میرے دل پر اس وظیفہ اور دعا کی عظمت اور بڑھ گئی اور ہر روز حضرت اقدس مسیح موعودؑ، حضرت مولوی عبد اللہ سنوری صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت غلام رسول راجیکی صاحب رضی اللہ عنہ کے لئے دل سے شکر گزاری اور دعا کے کلمات نکلتے ہیں۔ اور اس کے بعد آج کے دن تک ہر فرض نماز کے بعد میں یہ وظیہ پڑھتی ہوں۔ اور اللہ کے فضل سے ان چار سالوں میں ایک مرتبہ بھی مجھے کسی قسم کی مالی تنگی اور مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ الحمد اللہ

اسی لئے خاکسار کے خیال میں یہ آزمودہ وظیفہ ہر احمدی تک ان حالات میں پہنچنا ضروری ہے اور میں یقین کرتی ہوں کہ آپ سب اس سے استفادہ کریں گے اور یہ ہر یک کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ وظیفہ از کتاب حیاتِ قدسی

حضرت غلام رسول راجیکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’ایک دفعہ خاکسار اور حضرت مولوی عبد اللہ سنوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قادیان دارالامان میں اکٹھا رہنے کا موقعہ ملا۔ ایک دن دوران گفتگو میں نے عرض کیا کہ آپ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی خاص واقعہ بتائیں۔ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت اقدس کی خاص برکات کا ایک واقعہ سنایا۔ آپ نے بیان کیا کہ میں ایک عرصہ تک مالی مشکلات میں مبتلا رہا۔ اور کئی ہزار روپے کا مقروض ہوگیا۔ میں نے مالی مشکلات سے گھبرا کر بے چینی کی حالت میں حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور نہایت عاجزی سے اپنی مالی مشکلات کے ازالہ کے لئے درخواست دعا کی۔ اس پر حضور اقدس نے فرمایا میاں عبد اللہ! ہم بھی انشااللہ آپکے لئے دعا کرینگے لیکن آپ اسطرح کریں کہ فرضوں کی نماز کے بعد گیارہ دفعہ لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ کا وظیفہ جاری رکھیں۔ چنانچہ حضور اقدس کے ارشاد کے مطابق میں نے کچھ عرصہ اس وظیفہ کو جاری رکھا اور خود حضور نے بھی دعا فرمائی۔ خدا کے فضل سے تھوڑے ہی عرصہ میں میرا سب قرض اتر گیا۔ اس کے بعد جب کبھی بھی مجھے مالی پریشانی ہوتی ہے تو میں یہی وظیفہ کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے لئے کشائش کے سامان پیدا فرما دیتا ہے۔ یہ وظیفہ میں نے بارہا پڑھا ہے اور اس سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔

حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر میں نے عرض کیا کہ سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام تو اب وصال فرما چکے ہیں اگر حضورؑ اس دنیا میں ہوتے تو آپ کی طرح ہم بھی حضورؑ سے اس وظیفہ کی اجازت لے کر اس سے فائدہ اٹھاتے۔ کیا اب یہ ممکن ہے کہ ہم بھی اس وظیفہ سے کسی صورت میں آپ سے اجازت حاصل کر کے فائدہ اٹھا سکیں۔ اس پر حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اب تک اور کسی شخص کو تو اس کی اجازت نہیں دی تھی۔ لیکن آپ کی خواہش پر آپ کو اس کی اجازت دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اس بابرکت وظیفہ کی مجھے اجازت فرمائی۔ خاکسار بھی اب اپنی زندگی کے آخری ایام میں ہے۔ لہٰذا میں ہر اس احمدی کو جو میری اس تحریر سے آگاہ ہو سکے اور اس وظیفہ سے فائدہ اٹھانا چاہے اپنی طرف سے اس وظیفہ کی اجازت دیتا ہوں۔‘‘

(حیاتِ قدسی از حضرت غلام رسول راجیکی رضی اللہ عنہ، صفحہ: 222-223)

میری قارئین کی خدمت میں عاجزانہ درخواست ہے کہ حضرت مولوی عبد اللہ سنوری صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت غلام رسول راجیکی صاحب رضی اللہ عنہ کے لئے خاص دعا کریں۔ کہ ان بزرگوں کے ذریعہ اور ان کی اجازت سے ہمیں مسیحؑ کا یہ ثمر نصیب ہوا۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی اور ساری انسانیت کا مددگار ہو؛ اور ان مشکل و نامصائب حالات میں سب کا حامی ہو اور سب کی حفاظت کرے۔ آمین۔

میں کیا بتاؤں مجھ کو مسیحاؑ نے کیا دیا
میں خاک تھا اس نے مجھے کیا بنادیا
میں گر پڑا تھا ظلمت کے گہرے اندھیر میں
وہ چاند بن کے چمکا چہرہ (ربّ احدیت) دکھادیا

مرسلہ: ابو سلطان

یادِ رفتگان

میری والدہ ۔ مکرمہ امۃ الحفیظ بھٹی صاحبہ

6 دسمبر 2018ء کا دن خاکسار کی زندگی میں ایک خلا پیدا کر گیا جس کے لئے شاید نعم البدل کی دعا بھی نہیں کی جاسکتی۔ میری پیاری والدہ مکرمہ امۃ الحفیظ بھٹی صاحبہ دنیا کو چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی کے حضور تو حاضر ہوگئیں مگر یقیناً میرے دل و دماغ کو کبھی الوداع نہ کہہ سکیں گی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کی یادوں، تربیت اور اخلاقیات کا ایسا انبوہ کثیر ہر لمحہ سایہ کی طرح محو سفر ہے گویا آپ سے محو گفتگو رہتا ہوں اور رہنا بھی چاہتا ہوں۔ آپ کی یادوں کو آپ کی آخری بیماری کے وقت سے سپرد قرطاس کرنے کا ارادہ ہے۔ وباللہ التوفیق۔

امی جان کو 7 نومبر 2018ء کی صبح 11 بجے سرائے مسرور میں ناصرات کے ایک پروگرام کی تقریب کے آغاز سے چند لمحے قبل اٹیک اور ساتھ میں عارضۂ قلب بھی ہوا۔ فوری طور پر طاہر ہارٹ لے کر گیا تو پتہ چلا کہ دماغ میں کلاٹ آنے کی وجہ سے آپ کے دماغ پر سخت اثر ہوا ہے اور فارسی میں بات کر رہی تھیں اور بار بار ''آب آمد، آب آمد'' فرماتی تھیں یعنی آپ کو پانی پینا تھا۔ ابتدائی علاج کے بعد خدا کا شکر کہ شام تک آپ نے خاکسار کو پہچاننا اور نام سے پکارنا شروع کر دیا تو میرے بھی کچھ ہوش درست ہوئے۔ اگلے روز عزیز فاطمہ ہسپتال فیصل آباد میں ڈاکٹر مقصود عاطف صاحب نے بتایا کہ امی جان کا دماغ بری طرح سے متاثر ہوا ہے اور اب وہ بالکل بچوں کی طرح حرکات وسکنات کریں گی جس کو صبر اور حوصلہ سے برداشت کرنا ہوگا۔ ربوہ واپسی کا سفر بہت کٹھن اور بوجھل تھا۔ دل یہ بات تسلیم کرنے کو تیار ہی نہ تھا کہ ایسی شفیق، ملنسار اور وجیہ شخصیت مرور زمانہ سے اس حالت تک پہنچ گئی ہیں۔ خاکسار کی اہلیہ جو شاید میرے دل کے طلاطم سے کچھ باخبر تھیں مجھے حوصلہ دینے کے بعد یہ عہد و پیمان کرنے لگیں کہ ہم دونوں امی جان کے کسی احسان کا ہزارواں حصہ بھی نہیں چکا سکتے مگر اپنے بچوں کی طرح امی جان کا خیال رکھیں گے۔ میں نے اپنی اہلیہ کا ہاتھ تھام کر لفظی عہد تو ضرور باندھا مگر خدا میری اہلیہ کو جزائے خیر دے کہ اس نے اپنے عہد کو اگلے ایک ماہ میں خوب نبھایا۔

امی جان کی بیماری کی نوعیت ایسی تھی کہ آپ کی کیفیت کو دیکھ کر بھی یقین نہیں آتا تھا کہ ایسی پر حکمت اور دل کش انداز میں گفتگو کرنے والا چمن اب الفاظ کی ادائیگی میں بھی دقت محسوس کر رہا تھا۔ خیر چند دنوں میں ہی آپ نے الفاظ اور پھر جملے بولنے شروع کئے تو ایسی کیفیت میں بھی اخلاقیات کی برسات برسنے لگی۔ کبھی میری پھوپھی زاد بہن کو رات بھر یہی تاکید کرتی رہتیں کہ آرام کرلو تھک گئی ہوگی۔ کبھی ملنے آنے والے پیاروں کو اپنے ساتھ کھانے میں ضد کر کے شامل کرتیں اور کبھی مجھ سے بار بار بچوں کے بارے میں دریافت فرماتیں۔

ایک روز ایسا ہوا کہ امی جان پرہیزی کھانا نہیں کھا رہی تھیں تو میں نے بہلاوہ طفل کے طور پر اپنی اہلیہ کے ہاتھ سے کھانا لے سختی سے کہا کہ کیوں میری امی کو تنگ کرتی ہو؟ یہ دیکھو ابھی میرے ہاتھ سے امی کھانا کھائیں گی۔ بس کیا تھا کہ یہ بہلاوا مجھے مہنگا پڑ گیا اور کھانا کھانے کی بجائے امی جان مجھے غصے سے دیکھ کر کہنے لگیں کہ خبردار! میری بیٹی سے اونچی آواز میں بات کی تو۔ ہم شریف لوگ ہیں۔ اونچی آواز میں بات نہیں کرتے۔ ایسی دماغی کیفیت میں آپ کے یہ الفاظ اور وہ بھی ایسی پر شوکت آواز میں میرے دل و دماغ پر گویا نقش ہو گئے۔

خاکسار کو گزشتہ دو سے تین سال مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی مرکزی عاملہ اطفال میں خدمت کا موقع ملا اور یہ خدمت خدام الاحمدیہ کا ایک اور احسان ثابت ہوئی۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد دفتر جانا اور ہمیشہ واپسی پر امی جان کو اپنا منتظر دیکھنا اور گھر کے دروازے پر استقبال نے ایک غیر معمولی محبت کا رشتہ قائم کر دیا تھا۔ کئی بار امی جان نے نم آنکھوں سے توجہ دلائی کہ میرے لئے تمہارے پاس وقت بہت کم ہوتا ہے۔ آج اس بات کا خیال آتے ہی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات یوں برستی ہے گویا آشوب چشم کا مرض لاحق ہو گیا ہو کیونکہ اب وقت تو بہت ہے مگر مادر شفیق کا سایہ میسر نہیں۔

امی جان کو 2008ء میں یوکے کا دس سال کا ویزہ ملا تھا جو مئی 2018ء میں ختم ہوا۔ امی جان نے بار بار مجھے کہا کہ میرا کیس اچھا سا تیار کرنا۔ خیر فائل جمع ہوئی اور غالباً ستمبر کے پہلے ہفتے میں مجھے فون آیا کہ آکر اپنا پاسپورٹ وصول کرلیں۔ بس کیا تھا میں اور امی جان اگلے ہی دن لاہور فیڈ یکس آفس پہنچے اور ایک لمبے انتظار کے بعد جب پاسپورٹ ملا تو 2028ء تک کا ویزا لگا ہوا تھا۔ امی جان کی دل کو موہ لینے والی مسکراہٹ اور سر کو نیچے جھکا کر جیسے خدا کا شکر بجالا رہی ہوں۔ میں نے بے ساختہ گلے لگایا تو فوراً کہنے لگیں کہ اب میں تب خوش ہوں گی جب تم میرے ساتھ پنجاب یونیورسٹی اولڈ کیمپس چلو۔ میری خوش نصیبی کہ اس روز نہایت شرح صدر سے امی جان کے ہمراہ ان کی یونیورسٹی کی یادوں کو تازہ کرنے پر بدل و جان راضی ہو گیا۔ اولڈ کیمپس کے گیٹ پر پہنچے تو اولاً انکار ہوا پھر میں نے گیٹ کیپر کو منا ہی لیا کہ میری بزرگ والدہ 1963-64ء میں یہاں پڑھتی رہی ہیں اور آج اپنی یادیں تازہ کرنے آئی ہیں لہٰذا مہربانی فرمائیں۔ خیر! یونیورسٹی میں داخل ہوتے ہی وہی ہوا جس کی مادر علمی سے برسوں بعد ملاقات میں توقع کی جاسکتی ہے۔ امی جان میں جیسے ایک نئی روح آ گئی ہو اور تیز تیز قدم بڑھانے لگیں اور پرانے وقت یاد کرنے لگیں جن دنوں آپ اسی یونیورسٹی کی روح رواں ہوا کرتی تھیں۔ بار بار مجھے ہاتھ سے پکڑ کر مختلف جگہوں کی نشان دہی کرتی رہیں اور سب سے زیادہ لطف ہم نے برگد کے درخت کے نیچے کھڑے ہو کر اٹھایا جس کے بارے میں آپ نے بتایا کہ یہاں بیٹھ کر ہم سہیلیاں نوٹس بنایا کرتی تھیں اور سخت گرمیوں میں یہی جگہ ہم سہیلیوں کی من پسند جگہ تھی۔ اس کے بعد لائبریری کی باری آئی تو مقفل دروازے پر کھڑے کھڑے اپنی کئی سہیلیوں کے نام گنوائے جن کے ساتھ آپ کے شب و روز اس مکتب میں گزرتے۔ اس کے بعد کہنے لگیں کہ تمہارے چاچو مکرم مجیب اللہ صاحب (میرے والد صاحب کے قریبی دوست) بھی سامنے والے بلاک میں پڑھتے تھے۔ اور پھر ہم نے اس بلاک کا رخ کیا۔ آخر پر باری آئی کیفے کی جہاں داخل ہوتے ہی امی جان نے اپنے مزاج کے خلاف تیز مرچوں والا چکن رول شیزان کی بوتل کے ساتھ مزے لے لے کر کھایا۔ شاید ایک لمبے عرصے کے بعد اپنی مادر علمی سے ملاقات نے آپ کو اتنا جذباتی کر دیا تھا کہ اس کی خوشی آپ کے چہرے پر عیاں تھی اور وہ تلملاتا ہوا چہرہ میری زندگی کی حسین ترین یادوں میں سے ہے۔ یہ سب دلکش مناظر مَیں کیمرے میں محفوظ کرنے سے اس لئے قاصر رہا کہ یہ سب کچھ ایسی سرعت سے ہوا اور امی جان نے اس تیزی سے قدم آگے بڑھائے کہ میں آپ کی رو میں بہتا گیا اور نہ کچھ پوچھا اور نہ بولا بلکہ خاموشی سے ایک معلمۂ اخلاق کی اپنی مادر علمی سے ایک حسین ملاقات کا شاہد بنتا رہا۔ اللہ تعالیٰ جو بہت رحیم و کریم ہے امی جان کی علم سے محبت اور لگاؤ کے سبب آپ کے درجات جنت الفردوس میں بڑھاتا جائے اور آپ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین

رمضان 2019ء کی پہلی افطاری

جب سے ہوش سنبھالی ہے میں نے اپنی امی جان کو سارا سال اور بالخصوص رمضان میں نہایت پر اہتمام سحری اور افطاری کے پکوان اپنے مخصوص طریقے اور سلیقے سے بناتے دیکھا ہے اور مَیں حسب توفیق ہاتھ بھی بٹاتا رہا ہوں۔ ویسے ہر خوش نصیب گھرانے میں جہاں ماں جیسی ہستی ہو کھانوں کا ذائقہ ہی ماں کے ہاتھوں سے ملتا ہے مگر میری امی جان کیونکہ جامعہ نصرت گرلز کالج کی اردو کی پروفیسر تھیں اس لئے دن بھر کالج کی مصروفیات کے بعد گھر آتے ہی گھرداری پر کمر ہمت کس لینا شاید آپ کے غیر معمولی حوصلہ اور ظرف کا کمال تھا۔ نہایت خوشی سے کھانے تیار کرنے اور پھر بار بار ہر فرد کو کھانا پیش کرنا اور باقاعدہ ضد کر کے کھلانا کہ تھوڑا اور کھالو تو مجھے اچھا لگے گا۔ اس بات کا ذکر کئے بغیر شاید یہ مضمون تشنہ رہے کہ امی جان کے ہاتھ کا زردہ ہمارے گھر، خاندان اور دیگر عزیز و اقارب میں بے حد مقبول تھا اور کئی بار تو آنے والے یہ فرمائش کر کے آتے کہ ان کے لئے زردہ تیار کیا جائے۔

امی جان کی وفات کے بعد یہ پہلا رمضان اور پہلی افطاری تھی۔ امی جان کی کمی کا احساس تو سحری کے لئے اٹھتے ہی شدت سے ہوا کیونکہ اب دوگانہ ادا کرنے اور سحری کے لئے اٹھانے کے لئے کوئی آواز سنائی نہ دی تھی اور یہ فکر رات سوتے ہوئے بھی دامن گیر تھی کہ اب خود ہی فکر سے یہ سب کام کرنے ہوں گے۔

پھر بیگم نے سحری کا دسترخوان لگایا تو آنکھیں امی جان کو ڈھونڈتی رہیں۔ خیر! دفتر کی مصروفیات کے بعد گھر واپسی ہوئی اور پھر قیلولہ کے بعد عصر کی نماز پڑھی تو دل میں ایک بار پھر افطاری کے دسترخوان پر امی جان کی کمی کا خیال آتے ہی بے قراری بڑھنے لگی۔ اس بے قراری کا ایک فائدہ تو یہ ہوا کہ ہر وقت زیر لب رَبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا کی دعا کا ورد کثرت سے رہا۔ اپنی بڑی بیٹی عزیزہ تہمینہ کو شام 6 بجے سکول سے لیا تو بے ساختہ قبرستان کا رخ کیا۔ امی جان کی قبر پر جاتے ہی سحر و افطار کے کئی دسترخوان نظروں کے سامنے پھرنے لگے اور بے ساختہ کئی مادرانہ شفقتوں کی یادیں آنسوؤں میں ڈھل کر بہنے لگیں۔ اے میرے پرودگار! میرے والدین سے رحم کا سلوک فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں میری ربوبیت کی۔ آمین اللّٰھم آمین

میری والدہ سے جڑی حسین یادیں

شاید میری زندگی کا یہ سب سے بڑا مان ہے کہ میری والدہ کا میری ذات سے باقی بچوں کی نسبت ایک خاص رشتہ تھا۔ حسن و احسان کا ایک وسیع سمندر ہے کہ اس کا کنارہ ملنا مشکل ہے۔ رَبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا۔ آمین

بچپن کی یادوں میں سے ایک سب سے حسین یاد اس کھلونے کی ہے جو

ایک سرخ رنگ کی جیپ تھی۔ آج بروقت تحریر یوں لگتا ہے کہ جیسے وہ جیپ پھر سے میرے ہاتھ میں تھمادی گئی ہو اور اس جیپ کے چلنے کی آواز میرے کانوں میں محفوظ ہے۔ اس جیپ کی بہت سے خصوصیات تھیں۔ پہلی تو یہ کہ شاید یہ پہلا باقاعدہ کھلونا تھا جو میری والدہ نے اپنے کسی بچے کے لئے خریدا تھا۔ گو میں اپنے بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹا ہوں مگر امی جان کا مزاج ایسا تھا کہ اول تو فضول خرچی کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ دوسرا محض کھلونا خرید کر بچوں کو دینا تو جیسے محالات میں سے تھا کیونکہ آپ کا مزاج نہایت ادبی تھا اور آپ کو کتابوں سے ایک خاص شغف تھا اس لئے کتابوں وغیرہ کے لئے تو بے حساب پیسے خرچ ہو سکتے تھے مگر کھلونا خود خرید کر شاید مجھے ہی دیا گیا اور وہ بھی سب سے چھوٹا اور لاڈلہ ہونے کی وجہ سے۔ پھر اس جیپ کی ہیڈ لائٹیں اور سپرنگ پر لگی سرخ لائٹ کے ساتھ ساتھ ایک اور خوبی یہ تھی کہ وہ جیپ کسی بھی رکاوٹ سے ٹکرا کر اپنا رخ بدل لیتی تھی۔ لطف کی بات یہ ہے کہ بچپن کی باتوں کا جب بھی تذکرہ ہوا کئی بار امی جان نے دل کو موہ لینی والی مسکراہٹ کے ساتھ استفسار کیا کہ تمہیں وہ سرخ جیپ یاد ہے نا؟ اور یہ سلسلہ میری شادی کے دس سال بعد تک بھی جاری رہا۔ مزید احسان در احسان کہ میری یہ بھی خوش قسمتی رہی کہ اپنی شادی کے بعد بھی جو 2009ء میں ہوئی تھی، سب بچوں میں امی کے ساتھ زیادہ عرصہ میں نے ہی گزارا اور یوں کھلونوں کا سلسلہ میرے بچوں تک ممتد ہو گیا۔ رَبِّ اَحْسِنْ مَثْوَاهَا فِي الْجَنَّتِ النَّعِيْمِ آمین۔

شادی کے بعد میری سالگرہ کے نو مواقع آئے اور ہر مرتبہ رات کے کھانے کے بعد آپ مجھے اور میری اہلیہ کو نہایت پر تپاک لہجے سے میری پیدائش کے دن یعنی 22 دسمبر 1986ء کی سخت ٹھنڈی رات اور بارش کی داستان سناتیں اور ہر سال بڑی باقاعدگی سے یہ داستان پہلے ہم دونوں میاں بیوی سنتے رہے بعد میں ایک ایک کر کے ہمارے تینوں بچے بھی سامعین میں شامل ہو گئے۔ شاید ہی کسی دوسرے بچے کی پیدائش، موسم، صحت کی خرابی، ڈاکٹر کے پاس راتوں کو بار بار جانے کا اتنا تذکرہ امی جان نے کیا ہو گا جتنا میرے نصیب میں آیا۔

پھر سکول کے دور میں نصرت جہاں اکیڈمی کے جتنے بھی تفریحی پروگرام بنے سب میں شامل ہوا کیونکہ امی جان کو شاید ہر موقع پر میری خوشی عزیز تھی۔ جامعہ داخل ہوا تو ان احسانات نے گویا حصول ثواب کی شکل دھار لی یعنی آپ نیکی سمجھ کر پہلے سے بھی زیادہ میری ہر خوشی اور ضرورت کا خیال رکھنے لگیں۔ جامعہ داخل ہوتے ہی مجھے اچھے سے اچھا پرفیوم لگانے کا شوق ہو گیا۔ تقریباً ہر دوسرے ماہ ایک اچھی خاصی رقم تو خوشبو خریدنے کو مل جاتی اور ساتھ ساتھ ایک مستقل بھاری رقم سات سال جامعہ کی کینٹین پر ہر ماہ ادا ہوتی اور وجہ میرے دوستوں کی ضیافت ہوتی تھی۔

پھر جامعہ کے دوسرے سال غالباً 2003ء میں روحانی خزائن کا نیا ایڈیشن شائع ہوا تو چند دن قبل ہی میں نے ایک اچھی خاصی رقم کینٹین، پرفیوم اور چند دیگر اشیاء کی خریداری کے لیے لی تھی۔ مجھے آج بھی وہ شام یاد ہے کہ کس اضطراب سے میں نے روحانی خزائن کے طبع ہونے کا ذکر کیا تو بے ساختہ آپ نے 3000 روپے میرے ہاتھ پر رکھے کہ میں خود بھی خوشی سے نہال ہو گیا۔ اگلے ہی دن 23 جلدوں کا سیٹ خرید کر لایا تو یہ خیال گزرا کہ ہر جلد کی لیمینیشن ضرور کروانی چاہیے چنانچہ یہ خرچ بھی بخوشی ادا کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد خیال آیا کہ کافی کتابیں خرید لی ہیں اس لئے اپنی ذاتی لائبریری کے لئے ایک الماری ہونی چاہیے چنانچہ منہ سے بات نکالنے کی دیر تھی کہ وہ الماری بھی تیار ہو گئی اور کتابوں پر مٹی نہ پڑے اس لئے اس الماری کو شیشے سے مزین بھی کروا دیا۔ کتابوں کی خریداری کا سلسلہ بھی جامعہ کے سات سالوں تک مسلسل امی جان کی شفقتوں کی بدولت جاری رہا اور بعد میں NUML اسلام آباد سے ایم اے انگریزی کرتے ہوئے بھی کئی کلاسیکل ناول اور دیگر کتب کی خریداری بھی اسی کڑی کا ایک سلسلہ رہا جو اب خاکسار کی عادت بن گئی ہے اور درحقیقت امی جان کی کتابوں سے بے پناہ محبت تھی جو گویا مجھ میں سرایت کر گئی ہو۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهَا وَارْحَمْهَا وَنَوِّرْ مَرْقَدَهَا وَارْفَعْ دَرَجَاتِهَا فِي جَنَّاتِ النَّعِيْمِ

پھر ایک اور مستقل اور گرانقدر خرچ جامعہ کے سات سال گرمیوں کی چھٹیوں میں ہائیکنگ کا تھا۔ مری، سوات، نیلم، سیرن ویلی، سکردو اور گلگت سے لے کر خنجراب پاس تک تقریباً سارے شمالی علاقہ کی ہائیکنگ آپ کی خاص توجہ اور شفقت کی بدولت ممکن ہوئی۔ میں شاید جامعہ میں اپنی کلاس کا واحد طالب علم ہوں جس نے جامعہ کے سات سال مسلسل ہائیکنگ کی ہے اور یہ سب امی جان کی محبت اور شفقت سے نصیب ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

اسکے ساتھ ساتھ ہر سال جامعہ سے گرمیوں کی چھٹیوں میں وقف عارضی پر جاتے ہوئے بھی اتنا وافر خرچ دے کر بھجواتیں کہ اگر کوئی ضرورت مند ہو تو اس کی مدد بھی کر دینا اور کبھی کسی سے اپنی ضرورت کے لئے سوال نہ کرنا۔ ایک سال غالباً 2007ء میں گرمیوں کی چھٹیوں میں وقف عارضی، ہائیکنگ اور دوستوں کے ساتھ کراچی کی سیر کو بھی گیا اور کبھی بھی آپ نے مجھ سے اس قدر مالی بوجھ ڈالنے کی شکایت تو درکنار، آپ کے ماتھے پر بل تک نہ آیا۔

امی جان کے ساتھ یادوں کا ایک ایسا بحر بے کنار بہہ رہا ہے کہ زندگی کی آخری سانس تک ہر لحظہ آپ کی یاد ایک شفیق ماں، ایک بے لوث محبت کرنے والے وجود، ایک بہترین مشورہ دینے والے وجود کے طور پر دمکتی رہے گی اور سب سے بڑھ کر دعاؤں کے ایک خزانے کی کمی ہمیشہ محسوس ہوتی رہے گی۔ والدین کا سایہ اس دنیا میں جنت کی نعماء میں سے ایک عظیم نعمت ہے۔

اس لئے خاکسار اس مضمون کو پڑھنے والے ہر قاری سے التماس کرتا ہے کہ اس نعمت کی قدر کریں اور جو میری طرح اپنے والدین کو یا ان دونوں میں سے کسی ایک کو خدا کے سپرد کر چکے ہیں وہ اپنی دعاؤں میں رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا کثرت سے پڑھا کریں۔ وباللہ التوفیق

گزشتہ دنوں امی جان کے بارے میں اپنے جذبات چند اشعار میں ڈھالے تھے وہ بھی ہدیہ قارئین ہیں۔

احساس نور ہے آج بھی میرے در و دیوار پر
وقت رخصت، میری ماں چراغ بجھا کر نہیں گئی
میں محو گفتگو ہوں ہر لحظ اس کے ساتھ
لوٹ آئے گی جلد جیسے، بتا کر نہیں گئی
ہر موڑ پر زندگی کے تو ہی مشیر تھی
قصص زندگی کے سب تو سنا کر نہیں گئی
بے خود سا ہو گیا ہوں، کچھ ریختہ ہوں میں
ہوں منتظر کہ میری ماں بتا کر نہیں گئی

بقیہ: دربار خلافت ...... از صفحہ 2

ہو گی، نمازیں پڑھنی ہوں گی۔ اس لئے ہر احمدی کو چاہئے کہ اپنی نمازوں کی طرف توجہ دے، تبھی وہ شکر گزار بندہ بن سکتا ہے۔

بادت کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”مخالفت نفس بھی ایک عبادت ہے۔ انسان سویا ہوا ہوتا ہے جی چاہتا ہے کہ اور سو لے مگر وہ مخالفت نفس کر کے مسجد چلا جاتا ہے تو اس مخالفت کا بھی ایک ثواب ہے۔ اور ثواب نفس کی مخالفت تک ہی محدود ہوتا ہے، ورنہ جب انسان عارف ہو جاتا ہے تو پھر ثواب نہیں۔ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب آدمی عارف ہو جاتا ہے تو اس کی عبادت کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب نفس مطمئنہ ہو گیا تو ثواب کیسے رہا۔ نفس کی مخالفت کرنے سے ثواب تھا، وہ اب رہی نہیں۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 553-552 جدید ایڈیشن)(البدر، مورخہ 12 دسمبر 1902ء صفحہ 50-51)

تو یہ جبر کر کے بستر سے اٹھنا اور مسجد باجماعت نماز کے لئے جانا، اپنے کام کا حرج کر کے نمازوں کی طرف توجہ کرنا۔ یہی چیز ہے جو ثواب کمانے کا ذریعہ بنتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جب انسان کو خدا کے ساتھ اس حد تک تعلق ہو جائے کہ دنیا کی اس کے نزدیک کوئی حیثیت نہ رہے تو پھر ثواب نہیں رہتا پھر تو یہ ایک معمول بن جاتا ہے، ایک غذا ہے۔

پھر جوانی کی عمر کی عبادت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ: ”اگر اُس نے یہ زمانہ خدا کی بندگی، اپنے نفس کی آراستگی اور خدا کی اطاعت میں گزارا ہو گا تو اس کا اسے یہ پھل ملے گا کہ پیرانہ سالی میں جبکہ وہ کسی قسم کی عبادت وغیرہ کے قابل نہ رہے گا اور کسل اور کاہلی اسے لاحق حال ہو جاوے گی تو فرشتے اس کے نامۂ اعمال میں وہی نماز روزہ تہجد وغیرہ لکھتے رہیں گے جو کہ وہ جوانی کے ایام میں بجا لاتا تھا۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے کہ اس کی ذات پاک اپنے بندہ کو معذور جان کر باوجود اس کے کہ وہ عمل بجا نہیں لاتا پھر بھی وہی اعمال اس کے نام درج ہوتے رہتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 199 حاشیہ۔ جدید ایڈیشن)(البدر مورخہ یکم جنوری 1905ء صفحہ 10)

پس ہر احمدی کو صحت کی حالت میں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اپنی نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرے اور نہ صرف باقاعدگی اختیار کرے بلکہ باجماعت نمازوں کی طرف بھی توجہ دے۔ اسے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بڑھاپے میں جب انسان کمزور ہو جاتا ہے، اس طرح محنت نہیں کر سکتا جس طرح جوانی میں کر سکتا ہے کیونکہ نمازیں بھی ایک طرح کی محنت چاہتی ہیں۔ ان کی ادائیگی بھی جو نمازیں ادا کرنے کا حق ہے اس محنت سے مشکل ہو جاتی ہے جس طرح جوانی میں ادا کی جا سکتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کیونکہ اپنے بندوں پر بخشش اور رحم کی نظر رکھنے والا ہے اس لئے وہ بڑھاپے اور کمزوری کے وقت کی جو کم عبادتیں ہیں ان کو بھی جوانی میں کی گئی عبادتوں کے ذریعے پورا کر دیتا ہے۔ تو یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں کو نوازنے کے طریقے۔ پس ہر وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بندہ بننا چاہتا ہے، اس کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے، اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو پاک رکھنا چاہتا ہے، شیطان کے حملوں سے بچانا چاہتا ہے تو اس کے لئے ایک ہی ذریعہ ہے کہ اللہ کی عبادت کی طرف توجہ دے۔ اور اس کے لئے سب سے ضروری چیز نماز باجماعت کی ادائیگی ہے۔

(خطبہ جمعہ 14 جنوری 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

مرسلہ: منور علی شاہد (جرمنی)

کاوان کو آزادی مبارک ہو

کاوان 1986ء میں اس وقت کے پاکستانی صدر ضیاء الحق کے دورہ سری لنکا کے موقع پر یہ ان کو تحفہ میں دیا گیا تھا، اس وقت اس کی عمر ایک برس کی تھی پاکستان پہنچنے پر وہ مرغزار چڑیا گھر اسلام آباد کے حوالے کر دیا گیا تھا دھیرے دھیرے وقت گزرتا رہا۔ اس وقت کوئی نہیں جانتا تھا کہ دو ملکوں کے درمیان دوستی کی فضا قائم رکھنے کی قیمت ایک سالہ میل ہاتھی بچہ کو اس قدر بھاری ادا کرنی پڑے گی اور ''دنیا کا تنہا ترین ہاتھی'' کے عنوان سے عالمی شہرت پائے گا۔ پینتیس سال کی قید اور زنجیروں میں جکڑا ہاتھی واحد ایشیائی ''کاوان'' کو اس ماہ بالآخر اسلام آباد کے چڑیا گھر سے رہائی مل گئی اور آج وہ کمبوڈیا کے ہاتھیوں کے ساتھ نیشنل پارک میں آزادی کے مزے لوٹ رہا ہے۔ کاوان قید سے رہائی تک عالمی میڈیا کی بھرپور توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے اور اس بارے لوگ خبریں بھی دلچسپی سے پڑھ رہے ہیں۔ شاید یہ واحد ایشین جانور ہے جس نے اس قدر شہرت پائی ہے۔ پاکستان سے باہر کی دنیا میں انسانوں کے ساتھ ساتھ جانوروں کے بھی حقوق ہیں، باقاعدہ قوانین موجود ہیں جو جانوروں کو مکمل تحفظ دیتے ہیں، ہزاروں کی تعداد میں جانوروں کے تحفظ کرنے والی این جی اوز موجود ہیں جو جانوروں کی فلاح وبہبود کے لئے کام کرتی ہیں، اسی لئے کہیں بھی جانور کے ساتھ تشدد یا غیر قانونی سلوک ہوتا ہے تو اس پر شدید ردعمل کیا جاتا ہے۔ کاوان گزشتہ 35 برسوں سے زنجیروں کے ساتھ جکڑا اسلام آباد کے چڑیا گھر میں رہ رہا تھا، پانچ سال کی تنہائی کے بعد 1990میں بنگلہ دیش سے ایک ہتھنی کو لایا گیا جس کا نام سہیلی رکھا گیا تھا۔ اس کی ساتھی ''سہیلی''، ہتھنی کا 2012 میں انتقال ہوگیا تھا اور کاوان کے سامنے کئی دن تک اس کا مردہ جسم وہیں پڑا رہا تھا اور کاوان کو اس کو دیکھتے رہنے کے عذاب سے بھی گزرنا پڑا تھا، کاوان اور سہیلی کا تعلق بیس سال تک رہا تھا۔ مزید المیہ یہ تھا کہ ہتھنی کی وفات مہلک انفیکشن سے ہوئی تھی جس سے اس کا جسم گل سڑ گیا تھا اور اس نے کاوان پر گہرا نفسیاتی اثر ڈالا تھا اور اس کا رویہ دن بدن جارحانہ ہوتا گیا اور بالآخر انتظامیہ نے اس کے پاؤں میں زنجیریں ڈال دیں۔ کاوان کا علاج کرنے والے ڈاکٹر عامر خلیل کا کہنا تھا 2016 میں ان کے دورہ پاکستان کے دوران انہیں علم ہوا کہ اس کو شراب اور سوڈا بھی پلایا جاتا رہا ہے، اب 2020 میں جب انہوں نے اس کا علاج شروع کیا تو اس وقت وہ انتہائی بیمار اور نفسیاتی طور پر کمزور ہو چکا تھا، انہوں نے کاوان کے متعدد زخموں کا بھی علاج کیا تھا۔ کاوان کو کمبوڈیا منتقل کرنے والے خصوصی چارٹرڈ طیارے کے تمام اخراجات غیر ملکی ڈونرز نے برداشت کئے ہیں اور پاکستان کی سول ایویشن اتھارٹی نے خصوصی انتظامات کئے اور اجازت نامہ جاری کیا تھا۔ کمبوڈیا کی روانگی سے قبل 35 برس تک کاوان چڑیا گھر کو پیسے کما کر دیتا رہا تھا،، بچوں بڑوں کو سونڈ ہلا ہلا کر اور اٹھا اٹھا کر سلام کیا کرتا تھا، بچوں نے اس کی سواری کا لطف اٹھا اور یادگار تصاویر بنوائیں، راولپنڈی اور اسلام آباد کا شاید ہی کوئی ایسا رہائشی ہو جس کے بچوں نے اس کو نہ دیکھا ہو، لیکن افسوس کہ اس کو مطلوبہ خوراک مہیا کرنے اور دیکھ بھال کی طرف کسی نے توجہ نہ دی، حکومتوں نے تو انسانوں کے معاملات پر آنکھیں اور کان بند کر رکھے ہیں، جانوروں کی کس نے سنی ہے؟ اس کی رہائی میں اسلام آباد ہائی کورٹ کا بھی اہم کردار ہے جس کے جون 2020 کے احکامات کی بدولت رہائی ممکن اور یقینی ہوئی ہے۔ انٹرنیشنل ویب سائٹ میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق 2015 میں پہلی بار ایک پاکستانی طالب علم نے کاوان کی حالت دیکھتے ہوئے اس کی رہائی کی آن لائن اپیل کر کے دنیا کی توجہ اس طرف مبذول کرائی تھی اور یہ اپیل چڑیا گھر کی انتظامیہ اور اس وقت کے وزیر اعظم کو بھیج دی گئی تھی۔ اگلے سال میڈیا رپورٹروں نے اس بارے مزید خبریں دینا شروع کیں اور یوں جلد دنیا کو اس بارے آگاہی ہونے لگی تھی لیکن سب سے زیادہ جس چیز نے دنیا کو متوجہ کیا وہ کاوان کی زنجیروں میں جکڑی تصاویر تھیں اور اس کی لمبا عرصہ کی تنہائی کا ذکر تھا، ایک امریکی اداکارہ اور گلوکارہ چیر بھی شامل ہے جو جانوروں کے حقوق سے متعلق ایک چیریٹی بھی چلاتی ہیں، نے ان تصاویر کو دیکھ کر اور خبروں کو پڑھ کر کاوان کی رہائی کی مہم شروع کی اور باقاعدہ طور پر ''کاوان کو رہا کرو'' کے عنوان سے آن لائن مہم شروع کر دی اور اس کی رہائی کے لئے وکیلوں کو فیس بھی ادا کی، پاکستان کے دورہ میں وزیراعظم عمران خان سے بھی ملاقات کی۔ لیکن حقیقی معنوں میں اس کی رہائی میں اہم کردار اسلام آباد کی ہائی کورٹ اور جانوروں کے حقوق پر کام کرنے والی تنظیم ''فور پاز'' نے کیا ہے جس کے ڈاکٹر نے بیمار ہاتھی کا علاج بھی کیا تھا، اس ڈاکٹر کے علاج کی بدولت ہی کاوان کا کمبوڈیا کا سفر ممکن ہوا ہے کیونکہ اس وقت ماہرین کو دو بنیادی مسائل کا سامنا تھا، پہلا یہ کہ 36 سالہ کاوان کا وزن انتہائی زیادہ تھا اور دوسرا یہ کہ اس کا مزاج جارحانہ تھا، ان دونوں مسائل کے ساتھ اس کو چڑیا گھر سے نکالنا اور لے جانا ممکن نہ تھا۔ ''فور پاز'' کے ماہرین اور ڈاکٹر عامر خلیل جن کا تعلق مصر سے ہے، نے تین ماہ کی سخت محنت کے بعد ہاتھی کا نو سو نوے پونڈ یعنی 450 کلوگرام وزن کرنے میں کامیابی حاصل کی اور گانوں کے ذریعے اس کا رویہ دوستانہ کیا گیا، اس کے علاوہ ایک ماہ ان کو ایک خصوصی کیبن میں کاوان کو ڈالنے کی مشق بھی کرنی پڑی تھی۔ عالمی جریدہ کو انٹرویو دیتے ہوئے ڈاکٹر عامر خلیل نے بتایا کہ انہوں نے پاکستان اور کمبوڈیا کے سرکاری حکام کے ساتھ مسلسل رابطے کے ساتھ اس کی دیکھ بھال اور کمبوڈیا منتقلی کا کام کیا ہے اور مکمل اخراجات چار لاکھ امریکی ڈالرز ایک فیملی فاؤنڈیشن نے ادا کئے ہیں۔ اسلام آباد سے روانگی سے پہلے صدر پاکستان نے اس سے الوداعی ملاقات کی اور روانگی کے انتظامات کا جائزہ لیا تھا اور بالآخر سات گھنٹے کی طویل فلائٹ کے بعد کاوان اپنے نئے گھر کمبوڈیا پہنچ گیا جہاں پہلے سے موجود تین ہتھنیاں اور 80 ہاتھی اس کے استقبال اور اس سے دوستی کے لئے وہاں موجود تھے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: حافظ مصور احمد مزمل نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن لندن (سینیگال)

IAAAE کے تعاون سے سینیگال کے پس ماندہ دیہاتوں میں پانی کے نلکوں کی تنصیب

امسال کے آغاز میں ہی کرونا نے جب عالمی وبا کی صورت اختیار کی تو جہاں تمام ممالک کی معیشت بری طرح متاثر ہوئی وہاں تیسری دنیا کے ترقی پذیر ممالک خصوصاً افریقہ کے غریب ممالک کے حالات مزید کشیدہ ہو گئے۔

ان حالات میں جماعت احمدیہ نے عالمگیر حیثیت سے بلاامتیاز نسل و مذہب دنیا میں فلاحی کاموں کا آغاز کیا اور اس کی ذیلی تنظیموں مثلاً خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ نے اپنے اپنے ممالک میں بے کس اور ضرورت مندوں کی مدد کی وہاں جماعت کے مختلف ذیلی اداروں مثلاً ہیومینٹی فرسٹ اور IAAAE اور احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن نے حتی الامکان خدمت انسانیت کی توفیق پائی۔

گویا جماعت احمدیہ عالمگیر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر کا مصداق بننے کی کوشش کی کہ

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم.

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیادت میں جماعت احمدیہ کی بے لوث خدمت خلق کے جذبہ کی عکاسی دور دراز علاقوں میں پانی کی فراہمی ہوتی ہے بھی ہے۔

اس سلسلہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی سے احمدی انجینئرز اور آرکیٹیکٹ کی تنظیم IAAAE(International Association (of Ahmdies Architects and Engineers نے مغربی افریقہ کے ملک سینیگال میں ضرورتمندوں کو پانی کی فراہمی کے لئے 100 نلکوں کی تنصیب کا منصوبہ بنایا اور ان مشکل ایام میں سینیگال کے طول وعرض میں غریب دیہاتوں کو صاف پانی کی فراہمی کا کام شروع ہوا۔

یہ کام ماہ اگست میں شروع ہوا۔ اور سینیگال کے تین ریجنز ڈاکار Dakar، زنگاشور Ziguinchor اور تانبا کنڈا Tambacounda میں IAAAE کے تعاون سے 45 نلکے نصب کئے۔

اس دوران IAAAE کے 3 نمائندگان مکرم انجم احمدی صاحب لندن سے، مکرم بلال احمد صاحب اور مکرم کامران دانش صاحب نے جرمنی سے مکرم چئیرمین صاحب کی ہدایات کے مطابق سینیگال کا دورہ کیا۔ اور نلکوں کی تنصیب اور ٹیم کے کام کا جائزہ لے کر مرکز کو رپورٹ کی۔ نیز دوران تنصیب لوکل لوگوں سے ان کے خیالات بھی حاصل کئے۔ نلکوں کی تنصیب کے آغاز سے قبل لوکل اتھارٹیز کو تمام تفصیل سے آگاہ کیا گیا اور حکومتی انتظامیہ کی ہدایات کے مطابق ضرورتمند دیہاتوں کی لسٹیں حاصل کر کے پہلے ان دیہاتوں کا دورہ کیا گیا۔ بعد ازاں انتظامیہ کے ساتھ ملکر نلکوں کی تنصیب کی گئی۔

اس سلسلہ میں لوگوں نے جماعت احمدیہ کے رفاہی کاموں کا تعریفی الفاظ میں اظہار کیا۔ مزید برآں کہ نہ صرف لوکل میئرز وغیرہ نے خود آ کر ٹیم کا حوصلہ بڑھایا بلکہ تانبا کنڈا کے گورنر نے خود ٹیم کو اپنے گھر بلا کر دعوت کی اور کھلے اور واضح الفاظ میں جماعت احمدیہ کے فلاحی کاموں کا اعتراف کیا۔ اور نمائندگان کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں خاص شکریہ اور سلام کا پیغام دیا۔

ابھی تک IAAAE کے تعاون سے سینیگال میں 45 سے زائد نلکے نصب ہو چکے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ دور دراز دیہاتوں میں 15,840 افراد استفادہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح 10,560 جانور (بھیڑ بکریاں گائے وغیرہ) بھی مستفید ہو رہے ہیں۔ الحمد للہ علی ذلک

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ عالمگیر کو مزید خدمت خلق کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین۔

طلوع وغروب آفتاب

02 جنوری 2021ء

	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:37	17:51
مدینہ منورہ	05:43	17:46
قادیان	06:02	17:36
ربوہ	05:42	17:16
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:37	16:07